رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم

(خصوصیات وشمائل اور خصائل نبوی)

از

حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی

ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ

ناشر

شعبۂ دعوت وارشاد

ندوۃ العلماء، ٹیگور مارگ، لکھنؤ

www.abulhasanalinadwi.org

نام کتاب	رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم
مؤلف	حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی
صفحات	۴۰
تعداد	دس ہزار
سن اشاعت	ربیع الاول ۱۴۳۱ھ/فروری ۲۰۱۰ء
قیمت	دس روپئے
ناشر	شعبۂ دعوت وارشاد، ندوۃ العلماء، ٹیگور مارگ، پوسٹ بکس/۹۳، لکھنؤ

www.abulhasanalinadwi.org

فہرست کتاب

نمبر شمار	مضامین	صفحات
۱	پیش لفظ	۴
۲	رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم (خصوصیات وشمائل اور خصائل نبویؐ)	۵
۳	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق عالیہ اور اوصاف کریمہ کا جامع بیان	۱۳
۴	کامل بشریت اور اعتدال وتوازن	۲۱
۵	کرم گستری اور تحمل وبردباری	۲۳
۶	جانوروں کے ساتھ نرمی	۲۶
۷	دشمنوں کے ساتھ حسن سلوک	۲۹
۸	اس وقت تمہیں کون بچا سکتا ہے؟	۳۳
۹	رحمۃ للعالمینی	۳۴

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ وَصَحْبِہٖ أَجْمَعِیْن. أَمَّا بَعْدُ!

سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مطالعہ ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے، اس سے ایمان میں زیادتی اور پختگی پیدا ہوتی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں اضافہ ہوتا ہے جو ہر مسلمان مرد وعورت کے لیے سرمایۂ زندگی ہے اور اسی کے زیر سایہ وہ اپنی زندگی کا سفر طے کرتا ہے اور اسی سے اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور سنت نبوی کی پیروی کی نعمت نصیب ہوتی ہے جو دنیا اور آخرت دونوں میں ہر مسلمان کی کامیابی کی ضمانت ہے۔

شعبۂ دعوت وارشاد ندوۃ العلماء کی طرف سے فضائے انسانی کو معطر کردینے والے حسین پھولوں کا یہ گلدستہ آپ کے سامنے ہے، اس سے اپنے دل وجان کو معطر کیجیے، دنیا بھی بنایئے اور آخرت میں بھی کامیابی حاصل کیجیے۔

محمد حمزہ حسنی ندوی

۹/صفر المظفر ۱۴۳۱ھ — ناظر عام ندوۃ العلماء، لکھنؤ

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم
(خصوصیات وشمائل اور خصائل نبوی)

جب اللہ تعالیٰ کسی قوم کی اصلاح کے لئے کسی کو نبی کی حیثیت سے مبعوث فرماتا ہے تو قوم کے ایسے شخص کا انتخاب فرماتا ہے جو فہم وفراست، سیرت وکردار اور حوصلہ وہمت کے لحاظ سے سب میں ممتاز ہوتا ہے، اور یہ امتیاز دراصل خدا کا ہی عطا کردہ ہوتا ہے تاکہ وہ اصلاح وارشاد کے مفوضہ کام کو انجام دے سکے، اسکے لئے اس کو آسمانی احکام دیئے جاتے ہیں، ان ہی کے مطابق وہ اپنی قوم کو رشد وہدایت کی طرف بلاتا ہے، اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی کو منصب نبوت کے ملنے سے پہلے اس کی زندگی کی جو مدت گذرتی ہے اس میں اس کے رب کی طرف سے انسانی خوبیاں انسانی فطرت کے دائرہ میں رکھی گئی ہوتی ہیں اور وہ اعلیٰ خصوصیات ہوتی ہیں، ان خصوصیات کو ان کی قوم دیکھتی اور پسند کرتی ہے اور قوم کے اندر رہنے کی وجہ سے قوم اس کی اعلیٰ اور نیک انسانی خصلتوں سے واقف ہو چکی ہوتی ہے۔

لہٰذا جب وہ نبوت ملنے پر رشد وہدایت کی دعوت دیتا ہے، تو اس کی

www.abulhasanalinadwi.org

دعوت کو اس کی قوم کے ضدی اور تنگ نفس پرست افراد صرف یہ کہہ کر رد کر دیا کرتے ہیں کہ یہ شخص اب ایسی باتیں کرنے لگا ہے جو ہمارے بڑوں نے نہیں کیں، یہ ہمارے بڑوں کے طریقہ سے ہٹ گیا ہے، لیکن اسی کے ساتھ ساتھ وہ اس کی نیک اور انسانی خصلتوں سے انکار نہیں کر پاتے، لہٰذا وہ لوگ اپنی ان مذہبی عادات واطوار کو جن کو اپنی پیدائش کے وقت سے اختیار کئے ہوتے ہیں، محض تعصب اور ہٹ دھرمی میں ان عادات واطوار کے خلاف کوئی بات سننے کے لیے تیار نہیں ہوتے، اسی کے ساتھ وہ نبی کی اخلاقی اور انسانی خصوصیات سے انکار بھی نہیں کرتے۔ نبی ان سے کہتا کہ بھائی تم ہم کو اچھی طرح جانتے ہو، کتنے عرصہ سے تم مجھ کو دیکھ رہے ہو اور میرا تجربہ کر رہے ہو، پھر بھی میری بات کی طرف دھیان نہیں دیتے، اسی کی طرف قرآن مجید کی یہ آیت اشارہ کرتی ہے:

﴿فَقَدْ لَبِثْتُ فِيكُمْ عُمُرًا مِّن قَبْلِهِ أَفَلَا تَعْقِلُونَ﴾ (۱)

(میں نے تم میں اس سے پہلے ایک عمر گزاری ہے، تعجب ہے تب بھی تم نہیں سمجھتے)

نیک نیتی، شرافت، عزم وہمت صبر واستقامت، حسن معاملہ، ہمدردی واخلاق نبی کی وہ خصوصیات ہیں جن کی وجہ سے جو بھی ذرا غیر جانبدار ہو کر ان کی بات سنتا تو ماننے پر مجبور ہو جاتا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی معاملہ تھا کہ آپ چالیس سال ان میں محبوب اور پسندیدہ رہے تھے، اس کے بعد جب آپ ان کو غلط رواج اور

---

(۱) سورۂ یونس/۱۶

www.abulhasanalinadwi.org

بگڑے ہوئے مذہب سے روکنے اور اچھے اخلاق اور مذہب کی طرف دعوت دینے لگے تو وہ سب ان سے ناراض ہوئے، لیکن اس بات سے شدید مذہبی دشمنی رکھنے کے باوجود بھی ان میں سے کچھ نہ کچھ لوگ ان کی بات پر غور کرتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت قبول کرتے، کیونکہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی انسانی ہمدردی، سچائی اور پاکدامنی اور حسن کردار سے خوب واقف تھے، لہٰذا جو شخص بھی خالی الذہن ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات سنتا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا گرویدہ ہو جاتا، حتی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نقصان پہنچانے کی نیت سے آنے والا بھی آتا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن معاملہ کو دیکھتا تو اس میں اچانک تبدیلی آجاتی۔ پھر بھی قوم کی بڑی تعداد آپ کی بات سننے کے لئے تیار نہیں ہوتی تھی، وہ اپنے کانوں میں روئی ڈال لیتے کہ نہ سنیں گے، اور پھر آپ کو اس پیغام سے روکنے کے لئے سخت رویہ اختیار کرتے اور ظلم کرتے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر جب نبوت کی ذمہ داری پڑی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی گرانباری محسوس کرتے ہوئے فکرمندی کا اظہار اپنی زوجہ محترمہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے کیا تو انھوں نے یہ کہہ کر تسلی دی اور اطمینان دلایا کہ ”آپ پریشان نہ ہوں، خدا کی قسم اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی ذلیل ورسوا نہ کرے گا، آپ صلہ رحمی اور رشتہ داری کا پاس ولحاظ کرتے ہیں، دوسروں کا بوجھ ہلکا کرتے ہیں، محتاجوں کے کام آتے ہیں، مہمان کی ضیافت اور خاطر مدارات کرتے ہیں، راہ حق کی تکلیفوں اور مصیبتوں میں مدد کرتے ہیں“ (۱)۔

---

(۱) صحیح بخاری، باب کیف کان بدء الوحی الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

www.abulhasanalinadwi.org

اُم المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے یہ بات عقل سلیم اور فطرت صحیحہ نیز اپنی زندگی کے تجربوں اور لوگوں سے واقفیت کی بنیاد پر کہی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کی نیک خصلتوں اور سچائی اور امانت شعاری کے کردار کی بنا پر الصادق الأمین کا قوم کی طرف سے خطاب ملا تھا، کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہایت سچے اور نہایت امانتدار تھے، چنانچہ باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عداوت رکھنے کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دیگر بات کا سب اعتبار بھی کرتے تھے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس امانتیں رکھاتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی تعاون و ہمدردی کے موقعوں پر سب کا خیال رکھتے تھے، حتی کہ کعبہ کی تعمیر جدید کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی سب کے ساتھ مل کر پتھر اٹھائے اور کسی اچھے مقصد کے لیے مشورہ ہوتا، تو اس میں شریک ہوتے، کسی پر مصیبت وافتاد پڑتی تو مدد کرتے، اس کی ایک مثال یہ ہے کہ ایک شخص جس سے ابوجہل نے اونٹ خریدے تھے، اور اس کی قیمت ادا کرنے میں بہت ٹال مٹول کا رویہ اختیار کر رکھا تھا جب بھی وہ قیمت لینے آتا، تو اس کو وہ ٹال جاتا، قریش کے نوجوانوں کی ایک نشست میں اس نے یہ بات رکھی، لوگوں کو مذاق سوجھا کہ ابوجہل کا معاملہ ہے وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بہت دشمن بنا ہوا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے بھڑا دیا جائے اور تماشا دیکھا جائے، اس شخص سے کہا کہ فلاں صاحب جو سامنے بیٹھے ہیں، ان سے جا کر مدد لو، وہ شخص گیا، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ابوجہل کی بدمعاملگی کا شکوہ کیا اور مدد چاہی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اگرچہ یہ بات دشوار تھی کہ ابوجہل سے جا کر فریاد کریں

www.abulhasanalinadwi.org

یا فرمائش کریں کہ اس کی قیمت ادا کردے، مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی ہمدردی کے جذبہ کے تحت خطرہ کی پرواہ نہیں کی، اور اس سے کہا کہ چلو ہم تمہارے لیے کوشش کرتے ہیں، اور ابوجہل کے مکان پر دستک دی، اس کے نکلنے پر اس سے کہا کہ ان کی قیمت ادا کردو، اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جرأت کا ایسا رعب بیٹھا کہ اس نے کہا کہ اچھا ادا کرتے ہیں، اور گھر کے اندر جا کر قیمت لاکر ادا کردی، ابوجہل اس کے بعد اپنے ساتھیوں میں آیا تو ان ساتھیوں نے ابوجہل کا مذاق اڑایا اور کہا کہ تم یوں تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے خلاف بہت زور دکھاتے ہو، یہاں دب گئے، اس نے اعتراف کیا کہ میں مرعوب ہوگیا، اور ایسا کرنے پر مجبور ہوگیا تھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اس طرح کا رویہ اپنے ذاتی فائدہ کے لیے نہیں ہوتا تھا، تکلیف اٹھاتے تھے، اور انتقام لینے کا خیال بھی نہیں آتا تھا، لیکن کسی کو ضرورت پڑ جائے تو اس کی مدد کرتے تھے، سب کے ساتھ نرم رویہ رکھتے تھے، اس کا اظہار خود اللہ تعالیٰ کی طرف سے کیا گیا ہے:

﴿فَبِمَا رَحْمَةٍ مِنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ، وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ، فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِينَ﴾ (۱)

(اللہ تعالیٰ کی رحمت کے باعث آپ ان پر رحم دل ہیں، اور اگر آپ سخت زبان اور سخت دل ہوتے تو یہ سب آپ کے پاس سے چھٹ

---

(۱) سورۂ آل عمران/۱۵۹

www.abulhasanalinadwi.org

جاتے، سو آپ ان سے درگذر کریں، اور ان کے لئے استغفار کریں، پھر جب آپ کا پختہ ارادہ ہو جایا کرے تو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کریں، بیشک اللہ تعالیٰ توکل کرنے والوں سے محبت کرتا ہے)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اگر کسی کی ذاتی دشمنی ہوتی تو اس سے بالکل انتقامی معاملہ نہ کرتے، لیکن اصولی اور دینی مصلحت ہوتی تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رویہ سخت ہوتا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصف میں جو بات بیان کی گئی ہے اس کے الفاظ یوں آئے ہیں:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق عالیہ بتاتے ہوئے کہتے ہیں:

''میں نے آپ کو کسی سے اس کے ظلم و زیادتی کا انتقام لیتے ہوئے نہیں دیکھا جب تک معاملہ اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ حدود کی خلاف ورزی کا نہ ہو اور اس کے حکموں کی عزت پر آنچ نہ آئے، ہاں اگر اللہ تعالیٰ کے کسی حکم کو پامال کیا جاتا اور اس کے ناموس پر حرف آتا تو آپ اس پر ہر شخص سے زیادہ غصہ ہوتے۔''

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہت رحم دل تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کوئی ضرورت مند آتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے وعدہ ضرور کرتے، اور اگر کچھ ہوتا تو اسی وقت اس کی حاجت پوری فرماتے، ایک بار نماز کھڑی ہو چکی تھی کہ ایک اعرابی آگے بڑھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کپڑا پکڑ کر کہنے لگا: میری ایک معمولی سی ضرورت باقی

www.abulhasanalinadwi.org

رہ گئی ہے، مجھے ڈر ہے کہ کہیں بھول نہ جاؤں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے ساتھ تشریف لے گئے، جب اس نے اپنا کام کرلیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لائے، اور نماز ادا فرمائی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تحمل، قوت برداشت، کشادہ قلبی اور صبر و عزیمت کے واقعات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم حضرت انسؓ کی وہ شہادت ہے جو انھوں نے اس سلسلہ میں دی ہے، اس وقت وہ بہت کم سن تھے، انھوں نے کہا: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دس سال خدمت کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری کسی بات پر کبھی نہ ٹوکا، اور نہ یہ فرمایا کہ فلاں کام تم نے کیوں کیا؟ اور فلاں کام تم نے کیوں نہ کیا؟ (۱)

حضرت عمرؓ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میری اس طرح آگے بڑھ کر تعریف و توصیف نہ کرو، جس طرح نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے ساتھ کیا تھا، میں تو صرف ایک بندہ ہوں، تم مجھے اللہ کا بندہ اور اس کا رسول کہو (۲)۔

حضرت عبداللہ بن اَبی اوفیؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس میں کوئی تکلف اور عار نہ ہوتا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی غلام یا کسی بیوہ کے ہمراہ چلیں، یہاں تک کہ اس کی ضرورت پوری ہو جائے (۳)۔

---

(۱) صحیح مسلم، باب حسن خلقہ صلی اللہ علیہ وسلم

(۲) صحیح بخاری، کتاب الانبیاء۔

(۳) بیہقی، باب تواضع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

www.abulhasanalinadwi.org

حضرت انسؓ کہتے ہیں: ''مدینہ کی لونڈیوں اور باندیوں میں سے کوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ پکڑ لیتی اور جو کچھ کہنا ہوتا کہتی اور جتنی دور چاہتی لے جاتی''(۱)۔

عدی بن حاتم الطائیؓ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنے گھر بلایا، باندی نے تکیہ ٹیک لگانے کے لئے پیش کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنے اور عدی کے درمیان رکھ دیا، اور خود زمین پر بیٹھ گئے، حضرت عدیؓ کہتے ہیں: ''اس سے میں سمجھ گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بادشاہ جیسے کرّ وفرّ والے نہیں ہیں''(۲)

حضرت انسؓ بیان فرماتے ہیں: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیمار کی عیادت فرماتے تھے، جنازہ میں شریک ہوتے تھے، اور غلام کی دعوت قبول فرماتے تھے''(۳)۔

حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کمزور کے خیال سے اپنی رفتار سست فرمادیتے تھے، اور اس کے لئے دعا فرماتے تھے''(۴)۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں بندہ ہوں، بندہ کی طرح کھاتا ہوں، اور بندہ کی طرح بیٹھتا ہوں(۵)۔

---

(۱) مسند احمد ۳/۱۹۸-۲۱۵، وجمع الفوائد، کتاب المناقب، باب صفاتہ واخلاقہ صلی اللہ علیہ وسلم

(۲) زاد المعاد ۱/۴۳

(۳) شمائل ترمذی، باب تواضع النبی صلی اللہ علیہ وسلم

(۴) ترغیب وترہیب

(۵) کتاب الشفاء ص/۱۰۱

www.abulhasanalinadwi.org

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود گھر کی صفائی فرمالیتے، اونٹ کو باندھ لیتے، اور اپنے جانور کو چارہ بھی دیتے، اپنے خدمت گار کے ساتھ کھانا تناول فرماتے اور آٹا گوندھنے میں اس کا ہاتھ بٹاتے، اور بازار سے سودا بھی لے آتے (۱)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق عالیہ اور اوصاف کریمہ کا جامع بیان

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق عالیہ، اوصاف کریمہ اور خصائل شریفہ کا ذکر ہند بن ابی ہالہؓ نے (جو ام المومنین حضرت خدیجہؓ کے فرزند اور حضرت حسنؓ و حسینؓ کے ماموں ہیں)، بہت جامع اور بلیغ انداز میں کیا ہے، ان کے الفاظ یہ ہیں:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر وقت آخرت کی فکر میں اور امور آخرت کی سوچ میں رہتے جو عموماً تسلسل کے ساتھ قائم تھا جیسے کہ کسی وقت بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو چین حاصل نہیں، اکثر طویل سکوت میں رہتے، بلاضرورت کلام نہ فرماتے، گفتگو کا آغاز فرماتے تو دہن مبارک سے اچھی طرح الفاظ ادا فرماتے، اور اچھی طرح اختتام فرماتے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گفتگو اور بیان بہت

(۱) کتاب الشفاء ص/۱۰۱ بروایت بخاری

www.abulhasanalinadwi.org

صاف، واضح اور دوٹوک ہوتا، نہ اس میں غیر ضروری طوالت ہوتی نہ زیادہ اختصار، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نرم مزاج و نرم گفتار تھے، درشت خو اور بے مروّت نہ تھے، نہ کسی کی اہانت کرتے تھے، اور نہ اپنے لئے اہانت پسند کرتے تھے، نعمت کی بڑی قدر کرتے اور اس کو بہت زیادہ جانتے، خواہ کتنی ہی قلیل ہو (کہ آسانی سے نظر بھی نہ آئے) اور اس کی برائی نہ فرماتے، کھانے پینے کی چیزوں کی نہ برائی کرتے نہ تعریف، دنیا اور دنیا سے متعلق جو چیز ہوتی، اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی غصہ نہ آتا، لیکن جب خدا کے کسی حق کو پامال کیا جاتا تو اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جلال کے سامنے کوئی چیز ٹھہر نہ سکتی تھی، یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کا بدلہ لے لیتے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی ذات کے لئے نہ غصہ آتا نہ اس کے لئے انتقام لیتے، جب اشارہ فرماتے تو پورے ہاتھ کے ساتھ اشارہ فرماتے، جب کسی امر پر تعجب فرماتے تو ہاتھ کو پلٹ دیتے، گفتگو کرتے وقت داہنے ہاتھ کی ہتھیلی کو بائیں ہاتھ کے انگوٹھے سے ملاتے، غصہ اور ناگواری کی بات ہوتی تو روئے انور اس طرف سے بالکل پھیر لیتے اور اعراض فرما لیتے، خوش ہوتے تو نظریں جھکا لیتے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہنسنا زیادہ تر تبسم تھا، جس سے صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دندان مبارک جو بارش کے اولوں کی طرح پاک و شفاف تھے، ظاہر ہوتے۔"

www.abulhasanalinadwi.org

حضرت علی کرم اللہ وجہہ جو فرزندان تھے، اور جن کو علم وواقفیت کے بہترین ذرائع اور مواقع حاصل تھے، اور جن کی نظر نفسیات انسانی اور اخلاق کی باریکیوں پر بہت گہری تھی، قریب ترین اشخاص میں سے تھے، اور اسی کے ساتھ وصف وبیان اور منظر کشی میں بھی آپ کو سب سے زیادہ قدرت تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ''اخلاق عالیہ'' کے متعلق یہ کہتے ہیں:

''آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت ومزاج میں یہ بات تھی کہ آپ بدکلامی اور بے حیائی وبے شرمی سے دور تھے، اور تکلفاً بھی ایسی کوئی بات آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سرزد نہیں ہوتی تھی، بازاروں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی آواز بلند نہ فرماتے، برائی کا بدلہ برائی سے نہ دیتے، بلکہ عفو ودرگذر کا معاملہ فرماتے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی پر کبھی دست درازی نہ فرمائی، سوائے اس کے کہ جہاد فی سبیل اللہ کا موقع ہو، کسی خادم یا عورت پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی ہاتھ نہیں اٹھایا، میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی ظلم وزیادتی کا انتقام لیتے ہوئے بھی نہیں دیکھا، جب تک کہ اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ حدود کی خلاف ورزی نہ ہو اور اس کی حرمت وناموس پر آنچ نہ آئے، ہاں اگر اللہ تعالیٰ کے کسی حکم کو پامال کیا جاتا، اور اس کے ناموس پر حرف آتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے لئے ہر شخص سے زیادہ غصہ ہوتے، دو چیزیں سامنے ہوتیں، تو ہمیشہ آسان چیز کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم انتخاب فرماتے، جب اپنے

www.abulhasanalinadwi.org

دولت خانہ پر تشریف لاتے تو عام انسانوں کی طرح نظر آتے، اپنے کپڑوں کو صاف کرتے، بکری کا دودھ دوہتے، اور اپنی سب ضرورتیں خود انجام دیتے۔

اپنی زبان مبارک محفوظ رکھتے، اور صرف اسی چیز کے لئے کھولتے، جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ سروکار ہوتا، لوگوں کی دلداری فرماتے، اور ان کو متنفر نہ کرتے، کسی قوم و برادری کا معزز شخص آتا تو اس کے ساتھ اکرام و اعزاز کا معاملہ فرماتے اور اس کو اچھے اور اعلیٰ عہدہ پر مقرر کرتے، لوگوں کے بارے میں محتاط تبصرہ کرتے، بغیر اس کے کہ اپنی بشاشت اور اخلاق سے ان کو محروم فرمائیں، اپنے اصحاب کے حالات کی برابر خبر رکھتے، لوگوں سے لوگوں کے معاملات کے بارے میں دریافت کرتے رہتے۔

اچھی بات کی اچھائی بیان کرتے اور اس کو قوت پہنچاتے، بری بات کی برائی کرتے اور اس کو کمزور کرتے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معاملہ معتدل اور یکساں تھا، اس میں تغیر و تبدل نہیں ہوتا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی بات سے غفلت نہ فرماتے تھے، یہ اس احتیاط میں کرتے کہ کہیں دوسرے لوگ بھی غافل نہ ہونے لگیں اور اکتا جائیں، ہر حال اور ہر موقع کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس حال کے مطابق ضروری سامان تھا، حق کے معاملہ میں نہ کمی فرماتے نہ حد سے آگے بڑھتے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے

www.abulhasanalinadwi.org

قریب جولوگ رہتے تھے، وہ سب سے اچھے اور منتخب افراد قوم ہوتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ میں سب سے زیادہ افضل وہ تھا جس کی خیر خواہی اور اخلاق عام ہو، سب سے زیادہ قدر ومنزلت اس کی تھی جو غمخواری و ہمدردی اور دوسروں کی مدد اور معاونت میں سب سے آگے ہو، کھڑے ہوتے تو خدا کا ذکر کرتے اور بیٹھتے تو خدا کا ذکر کرتے، جب کہیں تشریف لے جاتے تو وہاں بیٹھنے والے جہاں تک بیٹھے ہوتے وہیں بیٹھ جاتے اندر نہیں گھستے، اور اسی بات کا حکم بھی فرماتے، اپنے حاضرین مجلس اور ہم نشینوں میں ہر شخص کو (اپنی توجہ اور التفات) میں پورا حصہ دیتے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا شریک مجلس یہ سمجھتا کہ اس سے بڑھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ میں کوئی اور نہیں ہے، اگر کوئی شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی غرض سے بٹھا لیتا یا کسی ضرورت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کرتا تو نہایت صبر وسکون سے اس کی پوری بات سنتے یہاں تک کہ وہ خود ہی اپنی بات کر کے رخصت ہوتا، اگر کوئی شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ سوال کرتا اور کچھ مدد چاہتا تو بلا اس کی ضرورت پوری کئے واپس نہ فرماتے، یا کم از کم نرم وشیریں لہجہ میں جواب دیتے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حسن اخلاق تمام لوگوں کے لئے وسیع اور عام تھا، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے حق میں باپ ہو گئے تھے، تمام لوگ حق کے معاملہ

www.abulhasanalinadwi.org

میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں برابر تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس علم و معرفت، حیاء و شرم اور صبر اور امانت و داری کی مجلس تھی، نہ اس میں آوازیں بلند ہوتی تھیں، نہ کسی کے عیوب بیان کیے جاتے تھے، نہ کسی کی عزت و ناموس پر حملہ ہوتا نہ کمزوریوں کی تشہیر کی جاتی تھی، سب ایک دوسرے کے مساوی تھے، اور صرف تقویٰ کے لحاظ سے ان کو ایک دوسرے پر فضیلت حاصل ہوتی تھی اس میں لوگ بڑوں کا احترام اور چھوٹوں کے ساتھ رحم دلی و شفقت کا معاملہ کرتے تھے، حاجتمندوں کو اپنے اوپر ترجیح دیتے تھے، مسافر اور نو وارد کی حفاظت کرتے اور اس کا خیال رکھتے تھے۔''

حضرت علیؓ مزید فرماتے ہیں:

''آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمہ وقت کشادہ رو اور انبساط و بشاشت کے ساتھ رہتے تھے، بہت نرم اخلاق اور نرم پہلو تھے، نہ سخت طبیعت کے تھے، نہ سخت بات کہنے کے عادی، نہ چلا کر بولنے والے، نہ عامیانہ اور مبتذل بات کرنے والے، نہ کسی کو عیب لگانے والے نہ تنگ دل، نہ بخیل، جو بات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند نہ ہوتی اس سے تغافل فرماتے، اور اس کا جواب بھی نہ دیتے، تین باتوں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آپ کو بالکل بچا رکھا تھا، ایک جھگڑا، دوسرے تکبر اور تیسرے غیر ضروری اور لایعنی کام، لوگوں کو بھی تین باتوں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بچا رکھا

www.abulhasanalinadwi.org

تھا، نہ کسی کی برائی کرتے تھے، نہ اس کو عیب لگاتے تھے، اور نہ اسکی کمزوریوں اور پوشیدہ باتوں کے پیچھے پڑتے تھے، صرف وہ کلام فرماتے تھے، جس پر ثواب کی امید ہوتی تھی، جب گفتگو کرتے تھے تو شرکائے مجلس ادب سے اس طرح سر جھکا لیتے تھے کہ معلوم ہوتا تھا کہ ان سب کے سروں پر چڑیاں بیٹھی ہوئی ہیں، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہوتے تب یہ لوگ بات کرتے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کبھی نزاع نہ کرتے، اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں کوئی شخص گفتگو کرتا تو بقیہ سب لوگ خاموشی سے سنتے یہاں تک کہ وہ اپنی بات ختم کر لیتا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہر شخص کی گفتگو کا وہی درجہ ہوتا، جو ان کے پہلے آدمی کا ہوتا (کہ پورے اطمینان سے اپنی بات کہنے کا موقع ملتا، اور اسی قدر دانی اور اطمینان کے ساتھ اسے سنا جاتا) جس بات سے سب لوگ ہنستے اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہنستے، جس سے سب تعجب کا اظہار کرتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی تعجب فرماتے، مسافر اور پردیسی کی بے تمیزی اور ہر طرح کے سوال کو صبر و تحمل کے ساتھ سنتے، یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کرامؓ ایسے لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کر لیتے (تا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی بار نہ ہو) آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ ''تم کسی حاجتمند کو پاؤ تو اس کی مدد کرو'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدح و تعریف اسی شخص

www.abulhasanalinadwi.org

کی قبول فرماتے جو حد اعتدال میں رہتا، کسی کی گفتگو کے دوران کلام نہ فرماتے اور اس کی بات کبھی نہ کاٹتے، ہاں اگر وہ حد سے بڑھنے لگتا تو اس کو منع فرمادیتے یا مجلس سے خود اٹھ جاتے اور اسی طرح اس کی بات قطع فرمادیتے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ فراخ دل، کشادہ قلب، راست گفتار، نرم طبیعت اور معاشرت و معاملات میں نہایت درجہ کریم تھے، جو پہلی بار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتا وہ مرعوب ہوجاتا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہتا اور جان پہچان حاصل ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فریفتہ اور دلدادہ ہوجاتا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر خیر کرنے والا کہتا ہے کہ نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم جیسا کوئی شخص دیکھا نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد "صلی اللہ علیٰ نبینا وسلم"۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو لباسِ جمال وکمال سے آراستہ فرمایا تھا، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو محبت و دلکشی اور رعب و ہیبت کا حسین وجمیل پیکر بنایا تھا، ہند بن ابی ہالہؓ بیان کرتے ہیں:

"آپ بہت خوددار اور باوقار اور شان وشوکت کے حامل تھے، اور دوسروں کی نگاہ میں بھی نہایت پرشکوہ، آپ کا روئے انور چودھویں رات کے چاند کی طرح دمکتا تھا" (۱)۔

---

(۱) اقتباس از شمائل ترمذی

www.abulhasanalinadwi.org

کامل بشریت اور اعتدال وتوازن

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک نواسے (حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے بیٹے) کا انتقال ہونے لگا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بلوایا کہ بچہ کا آخری وقت ہے، ذرا آجایئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، آپ کے ساتھ آپ کے صحابہ حضرت سعد بن عبادہ، معاذ بن جبل، ابی بن کعب اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہم بھی تھے، بچہ گود میں لیا، اس کی جانکنی کی حالت تھی، شفقت بھرے نانا کی آنکھوں میں آنسو آگئے، ایک صحابی (حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ) موجود تھے کہنے لگے آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایسے متأثر ہوتے ہیں، فرمایا کہ میں انسان ہوں، میرے دل میں بھی محبت ہے اور اتنا بھی نہ ہو تو وہ انسان کیا، یہ اللہ کی رحمت ہے، اپنے بندوں میں سے جس بندہ کے دل میں چاہتا ہے رکھتا ہے، اللہ رحم کرنے والے بندوں پر رحم کرتا ہے(۱)۔

اس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خوردسال صاحبزادے حضرت ابراہیم کی وفات ہوئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے اور دیکھ کر فرمایا: میری آنکھیں نم ہو رہی ہیں، دل غمزدہ ہے، لیکن اپنی زبان سے صرف وہی کہوں

(۱) صحیح بخاری، باب الجنائز/۱۲۸۴

www.abulhasanalinadwi.org

گا جس سے میرا رب راضی ہو، اے ابراہیم! تیری جدائی پر ہم غمزدہ ہیں۔

"إن العين تدمع، والقلب يحزن، ولا نقول إلاّ ما يرضي ربنا، وإنا بفراقك يا إبراهيم لمحزونون." (۱)

اس موقع پر سورج گرہن ہوا، لوگ کہنے لگے کہ عظیم القدر نبی کے بیٹے کے انتقال کا یہ اثر معلوم ہوتا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا تو فرمایا کہ دیکھو! یہ سورج، چاند اللہ کے حکم کے تابع ہیں، یہ اپنے نظام کے مطابق چلتے ہیں، کسی کے مرنے جینے سے ان پر اثر نہیں پڑتا (۲)۔

غور کیجئے! کس قدر پُرعظمت بات ہے، کہ ایسے موقع پر آدمی خوش ہوتا ہے کہ ہماری اور ہمارے بیٹے کی اہمیت سمجھی جارہی ہے، ہمارے کچھ کہے بغیر خود بخود لوگ اہمیت دے رہے ہیں، اچھا ہے کہنے دیا جائے، نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو برداشت نہیں کیا، کہ کسی کے عقیدہ میں بال برابر فرق آئے اور وہ خدا کے سوا کسی اور کو آسمان وزمین، سورج چاند پر اثر ڈالنے والا سمجھے۔

یہ غم کے موقع کی مثال تھی، مسرت کے موقع کی بھی مثال دیکھئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب چچازاد بھائی حضرت جعفر رضی اللہ عنہ حبشہ کی ہجرت سے منتقل ہوکر مدینہ پہنچے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے مل کر بہت خوش ہوئے، اسی دوران میں مسلمانوں کی فتح کی خوش خبری پہنچی، تو ایک طرف مسلمانوں کی خوشی سے دوسری طرف اپنے محبوب اور اللہ کے لئے قربانی دینے والے مومن

---

(۱) صحیح بخاری، باب الجنائز/۱۳۰۳

(۲) صحیح بخاری، کتاب الکسوف/۱۰۴۳

www.abulhasanalinadwi.org

بھائی کی آمد کی مسرت تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں بتا نہیں سکتا کہ دونوں مسرتوں میں کون مسرت زیادہ ہے (۱)۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اسی جامعیت کو دیکھئے کہ آپ انسان تھے، انسانیت کا تقاضہ اپنے محبت کے لائق عزیز کی عرصہ دراز کی جلاوطنی کے بعد واپسی سے خوشی محسوس کی جوان کے کمال انسانیت کی دلیل تھی، اسی کے ساتھ نبی ہوتے اور مسلمانوں کے سربراہ ہونے کے تعلق سے مسلمانوں کی فتح سے بھی اس طرح مسرت محسوس کی اور حقیقت پسندی کی یہ بات تھی کہ دونوں مسرتوں کا اعتبار کیا، اس طرح بحیثیت قائد وامیر مسرت کا جو موقع تھا اس کا حق ادا کیا اور اسی کے ساتھ عزیز دارانہ وبرادرانہ محبت کا جو تقاضہ تھا اس کا حق بھی ادا کیا۔

کرم گستری اور تحمل وبردباری

حضور صلی اللہ علیہ وسلم مکارم اخلاق، نوازش وکرم گستری اور تواضع میں ساری انسانیت کے امام ومقتدا وپیشوا تھے، ارشاد باری تعالی ہے: "إِنَّكَ لَعَلىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ" بے شک آپ بہت عظیم اخلاق کے حامل ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ارشاد فرمایا ہے: "أَدَّبَني ربي فأحسن تأديبي" میری تربیت اللہ تعالی نے فرمائی ہے اور بہترین فرمائی ہے، حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ

---

(۱) سیرت ابن ہشام ۳۵۹/۲

www.abulhasanalinadwi.org

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "إن اللّٰہ بعثني لتمام مکارم الأخلاق وکمال محاسن الأفعال" اللہ تعالیٰ نے مجھے مکارم اخلاق اور محاسن اعمال کی تکمیل کے لئے مبعوث فرمایا ہے، جب حضرت عائشہؓ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کے بارے میں دریافت کیا گیا تو انھوں نے فرمایا: "کان خُلُقہ القرآن" آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) اخلاق میں قرآن کا مجسم نمونہ تھے، عفو و درگذر، تحمل و بردباری، کشادہ قلبی اور قوت برداشت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جو مقام تھا وہاں تک اہل ذہانت کی ذہانت، اور شعراء کے خیال وتصور کی بھی رسائی نہیں ہوسکتی، ذیل میں چند مزید مثالیں پیش کی جاتی ہیں:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نوازش وکرم اور بڑے سے بڑے دشمن کے ساتھ دلداری اور احسان کا ایک نمونہ وہ تھا جو منافقین کے سردار عبداللہ بن ابی ابن سلول کے معاملہ میں اختیار کیا، یہ شخص وہ تھا جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف کھلی دشمنی کے الفاظ استعمال کئے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف خفیہ سازشوں میں شریک رہا تھا اور سب مسلمان اس کے اس رویہ سے واقف تھے، اس کو مرنے کے بعد جب قبر میں اتارا گیا، تو ان کے صاحبزادے عبداللہ بن عبداللہ جو پورے مؤمن اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کامل وفادار اور محبت کرنے والے تھے، خواہش مند ہوئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے باپ کے ساتھ کچھ توجہ فرمادیں، تو ان کے مؤمن کامل ہونے کی قدر میں اور ان کے اکرام میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قدر رواداری فرمائی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں تشریف لائے، اور حکم دیا کہ اس کو قبر سے نکالا جائے، اس

www.abulhasanalinadwi.org

کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنے گھٹنوں پر رکھا اور اپنا لعاب دہن اس پر ڈالا اور اپنی قمیص مبارک اس کو پہنائی (۱)۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چل رہا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت نجران کی چادر زیب تن کئے ہوئے تھے، جس کے کنارے موٹے تھے، راستہ میں ایک اعرابی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر مبارک پکڑ کر زور سے کھینچی، میں نے نظر اٹھائی تو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن پر اس کے کھینچنے کی وجہ سے نشان تک پڑ گئے ہیں، پھر اس اعرابی نے کہا: یا محمد! اللہ کا جو مال آپ کے پاس ہے وہ مجھے بھی دینے کا حکم دیجئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف مڑ کر دیکھا اور ہنسے اور ہدایت کی کہ اس کو دیا جائے (۲)۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن سعنہ یہودی سے ایک موقع پر حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے توسط سے قرض لیا تھا، جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم حاجت مندوں کی مدد کے لئے اپنے پاس کچھ نہ ہونے کی صورت میں لیتے تھے، یہ بھی ایک ضرورت مند کے لئے تھا، اور اس کی مدت بھی طے ہوگئی تھی، لیکن وہ مدت آنے سے قبل ہی وہ شخص آپ کے پاس آیا اور قرض کا مطالبہ کیا اور آپ کا کپڑا اپنی مٹھی میں پکڑ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے شانۂ مبارک سے زور سے کھینچا، اور اپنی مٹھی میں کپڑے کو لے لیا، اور سخت الفاظ استعمال کرتے ہوئے یہ

---

(۱) صحیح بخاری، کتاب الجنائز

(۲) صحیح بخاری، کتاب الجہاد

www.abulhasanalinadwi.org

تک کہا کہ تم عبدالمطلب کی اولاد! بڑے ٹال مٹول کرنے والے ہو، اس طرح صرف آپ ہی پر نہیں، آپ کے دادا عبدالمطلب پر بھی طنز کیا، حالانکہ آپ تو بڑی صفت والے تو تھے ہی، آپ کے دادا بھی اپنے ہم چشموں میں اچھی صفات کے تھے، اس سے آپ کو کیسی تکلیف ہوئی ہوگی، حضرت عمرؓ نے اس کو جھڑکا، اور سخت لہجہ میں بات کی، لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رویہ مسکراہٹ کا رہا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ سے فرمایا: عمر! ہم اور یہ شخص تمہاری طرف سے دوسرے رویہ کے مستحق تھے، مجھے تم قرض جلد ادا کرنے کا مشورہ دیتے اور اس کو نرم طریقہ سے تقاضہ کرنے کو کہتے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کی مدت ادائیگی میں ابھی تین دن باقی ہیں، بہر حال آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس کے قرض کی ادائیگی کا حکم دیتے ہوئے بیس صاع اس کو مزید دینے کو فرمایا کہ مزید مال اس بات کا معاوضہ ہے کہ حضرت عمرؓ نے اپنے تنبیہی جواب سے اس کو خوفزدہ کر دیا تھا، آپ کے اس رویہ کا یہ اثر پڑا کہ وہ یہودی متاثر ہو کر اسلام لے آیا(۱)۔

جانوروں کے ساتھ نرمی

حضور صلی اللہ علیہ وسلم بے زبان جانوروں کے ساتھ بھی نرمی کا حکم فرماتے تھے، شداد بن اوس کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

---

(۱) مسند احمد، ترجمہ مع وضاحت

www.abulhasanalinadwi.org

اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کے ساتھ اچھا معاملہ کرنے اور نرم برتاؤ کرنے کا حکم دیا ہے، اس لئے اگر جانور کو ذبح بھی کرو تو اچھی طرح کرو، تم میں جو ذبح کرنے جا رہا ہو وہ اپنی چھری پہلے سے تیار کرلے (یعنی چھری تیز کرلے اور اسکو اس کے منہ کے سامنے نہ کرے تاکہ جانور یہ دیکھ کر پہلے سے پریشان نہ ہو) اور اپنے ذبیحہ کو آرام دے (۱)۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ ایک شخص نے ایک بکری زمین میں ذبح کرنے کے لئے لٹائی، اس کے بعد چھری تیز کرنا شروع کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دیکھ کر فرمایا کہ کیا تم اس کو دو بار مارنا چاہتے ہو؟ اس کو لٹانے سے پہلے تم نے چھری تیز کیوں نہ کرلی؟ (۲)۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ضرورت کے لئے وہاں سے تھوڑی دیر کے لئے تشریف لے گئے، اس درمیان ہم نے ایک چھوٹی چڑیا دیکھی، اس کے ساتھ اس کے دو بچے تھے، ہم نے دونوں بچے پکڑ لئے، وہ یہ دیکھ کر اپنے پروں کو پھڑ پھڑانے لگی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور پوچھا: کس نے اس کے بچے چھین کر اس کو تکلیف پہنچائی ہے؟ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ اس کے بچے واپس کردو، اور وہاں ہم نے چیونٹیوں کی ایک آبادی دیکھی، اور اس کو جلا دیا، آپ نے ناپسند کیا اور فرمایا: اس کو کس نے جلایا ہے؟ عرض کیا ہم لوگوں نے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم

---

(۱) صحیح مسلم، کتاب الذبح (۲) طبرانی

www.abulhasanalinadwi.org

نے فرمایا: آگ سے عذاب دینے کا حق صرف آگ کے رب کو ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم صحابۂ کرام کو جانوروں کو چارہ پانی دینے کی ہدایت فرماتے، اوران کو پریشان کرنے اوران کی طاقت سے زیادہ بوجھ لادنے کی ممانعت کرتے، آپ نے جانوروں کی تکلیف دور کرنے اور ان کو آرام پہنچانے کو باعث اجروثواب اور تقرب الی اللہ کا ذریعہ قرار دیا، اور اس کے فضائل بیان فرمائے، حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص کہیں کے سفر پر تھا، راستہ میں اس کو سخت پیاس لگی، سامنے ایک کنواں نظر پڑا، وہ اس میں اتر گیا، جب باہر آیا تو دیکھا کہ ایک کتا پیاس کی شدت کی وجہ سے کیچڑ چاٹ رہا ہے، اس نے اپنے دل میں کہا کہ پیاس سے جو میرا حال ہو رہا تھا، یہی اس کا بھی ہے، وہ پھر کنویں میں اترا، اپنے چمڑے کے موزے پانی سے بھرے، پھر ان کو اپنے دانتوں سے دبایا، اوراوپر آ کر کتے کو پلایا، اللہ تعالی نے اس کے اس عمل کو قبول فرمایا، اوراس کی مغفرت فرمادی، لوگوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! بہائم اور جانوروں کے معاملہ میں بھی اجر ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہراس مخلوق میں جوتر وتازہ جگر رکھتی ہے، اجر ہے''(۱)۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا: ایک عورت کو صرف اس بات پر عذاب دیا گیا کہ اس نے اپنی بلی کو کھانا پانی نہیں دیا، اور نہ اس کو چھوڑا کہ وہ حشرات الارض ہی سے اپنا پیٹ بھرلے(۲)۔

---

(۱) صحیح بخاری، کتاب المساقاۃ، باب فضل سقی الماء

(۲) امام نووی بروایت مسلم

www.abulhasanalinadwi.org

سہیل بن عمروؓ روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا گذر ایک ایسے اونٹ پر ہوا جس کی پیٹھ لاغری کی وجہ سے اس کے پیٹ سے لگ گئی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان بے زبان جانوروں کے معاملہ میں اللہ سے خوف کرو، ان پر سواری کرو تو نرم طریقہ سے، ان کا گوشت استعمال کرنے کے لئے ان کو ذبح کرو تو اس حالت میں کہ وہ صحتمند ہوں (۱)۔

حضرت ابو ہریرہؓ راوی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم کسی سرسبز جگہ جاؤ تو اونٹوں کو زمین پر ان کے حق سے محروم نہ کرو، اور اگر خشک زمین پر جاؤ تو وہاں تیز چلو، رات کو پڑاؤ ڈالنا ہو تو راستہ پر نہ ڈالو، اس لئے کہ وہاں جانوروں کی آمد و رفت رہتی ہے، اور کیڑے مکوڑے وہاں پناہ لیتے ہیں (۲)۔

دشمنوں کے ساتھ حسن سلوک

فتح مکہ کے موقع پر جہاں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور آپ کے اصحاب کو دعوتِ دین دینے پر ۱۳ سال مسلسل وہاں کے لوگوں کی طرف سے سخت اذیت رسانی اور دشمنی کی گئی تھی اور بالآخر وہاں سے آپ سب کو نکلنا پڑا تھا، اب وہاں فاتحانہ داخلہ کے موقع پر جب ان کا سامنا ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے قریشیو! تمہیں کیا توقع ہے کہ اس وقت میں تمہارے ساتھ کیا

(۱) سنن ابوداؤد (۲) صحیح مسلم

www.abulhasanalinadwi.org

کروں گا؟ انھوں نے جواب دیا ہم اچھی ہی امید رکھتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کریم النفس اور شریف بھائی ہیں، اور کریم وشریف بھائی کے بیٹے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں تم سے وہی کہتا ہوں جو یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے کہا تھا "لا تثریب علیکم الیوم اذھبوا فأنتم الطلقاء" آج تم پر کوئی الزام نہیں، جاؤ تم سب آزاد ہو۔

جب فتح مکمل ہوگئی اور سب لوگوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امان عطا فرمائی سوائے نو انتہائی مجرم آدمیوں کے، جن کو ان کے سنگین جرموں کی وجہ سے قتل کر دیئے جانے کی اجازت دی، خواہ وہ کعبہ کے پردوں کے اندر ملیں، ان میں کوئی وہ تھا جو اسلام لانے کے بعد مرتد یا باغی ہوگیا تھا، کسی نے فریب دیکر کسی مسلمان کو قتل کیا تھا، کسی نے اپنی شاعری کے ذریعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین وملامت کو تفریحِ طبع کا سامان بنالیا تھا، اور اس کو لوگوں میں پھیلاتا تھا، ان میں عبداللہ بن سعد بن ابی سرح بھی تھا، جو مرتد وباغی ہوگیا تھا، عکرمہ بن ابی جہل تھا جو اسلام کے غلبہ اور اس کی کامیابی سے نفرت کی بنا پر اور جان کے خوف سے اپنا وطن چھوڑ کر یمن چلا گیا تھا، لیکن اس کی بیوی نے اس کے فرار ہونے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے لئے امان طلب کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ جانتے ہوئے کہ وہ روئے زمین پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بدترین دشمن کا لڑکا ہے اس کو امان دی، اور خوشی اور استقبال میں اس طرح اس کی طرف لپکے کہ چادر بھی جسم اطہر سے ہٹ گئی تھی (۱)۔

---

(۱) زادالمعاد ۳/۴۱۱-۴۲۲

www.abulhasanalinadwi.org

ان میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب چچا حضرت حمزہؓ کا قاتل (جبیر بن مطعم کا غلام) وحشی بھی تھا، جس نے ان کو قتل کر کے ان کا کلیجہ چبوانے میں مدد کی تھی اور قصاص کے طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو قتل کرنے کی اجازت دیدی تھی، لیکن وہ جب اسلام لایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا اسلام قبول فرمایا (۱)، ان میں ہبار بن الاسود بھی تھا، جس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت زینبؓ کے پہلو پر نیزہ سے حملہ کیا یہاں تک کہ وہ اونٹ سے ایک چٹان پر گر پڑیں، اور اسقاط حمل کا واقعہ پیش آیا، اس کے بعد وہ بھاگ گیا، بعد میں اس نے اسلام قبول کرلیا، اور سارہ اور دو ایک اور گانے والیوں (جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو میں کہے گئے اشعار گاتی تھیں) کے سلسلہ میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے امان چاہی گئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کو امان دے دی، پھر وہ دونوں مسلمان بھی ہوگئیں (۲)۔

عمیر بن وہب ایک منصوبہ کے تحت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کے ارادہ سے مدینہ پہنچا، حضرت عمرؓ نے ان کے تیور دیکھ لئے، گلا دبائے ہوئے اس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عمر چھوڑو، عمیر قریب آجاؤ، پوچھا کس ارادہ سے آئے ہو؟ جواب دیا: بیٹے کو چھڑانے آیا ہوں، فرمایا: پھر تلوار کیوں حمائل ہے؟ عمیر نے کہا: آخر تلواریں بدر میں کس کام آئیں؟ فرمایا: کیوں نہیں، تم نے اور صفوان نے حجر میں بیٹھ کر

---

(۱) صحیح بخاری، باب قتل حمزہؓ، سیرت ابن ہشام ۲/۷۲، دلائل النبوۃ للبیہقی ۵/۹۵

(۲) زاد المعاد ۳/۴۱۱

www.abulhasanalinadwi.org

میرے قتل کی سازش نہیں کی تھی؟ عمیر یہ بات سن کر سناٹے میں آ گیا، بے اختیار بولے: محمد صلی اللہ علیہ وسلم بیشک تم پیغمبر ہو، بخدا میرے اور صفوان کے سوا اس معاملہ کی کسی کو خبر نہ تھی، چنانچہ وہ مسلمان ہو گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے فرمایا: اپنے بھائی کو دین سکھاؤ، قرآن یاد کراؤ، اور اس کے فرزند کو آزاد کر دو، قریش جو اس کے ہاتھ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کرنے کی خبر سننے کے منتظر تھے، انھوں نے عمیر کے مسلمان ہو جانے کی خبر سنی (۱)۔

صفوان بن امیہ فتح مکہ کے موقع پر جدہ کی طرف بھاگ گئے، تاکہ وہاں سے کشتی کے ذریعہ یمن پہنچ جائیں، چنانچہ عمیر بن وہب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! صفوان بن امیہ اپنی قوم کے سردار ہیں، وہ آپ سے ڈر کر سمندر کی طرف بھاگ گئے ہیں، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر ملی تو آپ نے انھیں بھی امان دیدی، حضرت عمیر نے عرض کیا: کہ اللہ کے رسول اطمینان کے لئے تحریر عنایت کر دیجئے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بطور علامت اپنا عمامہ دیکر صفوان کے پیچھے روانہ کر دیا، انھوں نے صفوان کو سمندر کے کنارے جالیا اور کہا کہ اللہ کے رسول نے تمہیں امان دی ہے، اپنے آپ کو ہلاکت سے بچاؤ، صفوان نے کہا کہ مجھے اپنی جان کا خوف ہے، تو انھوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بڑے حلیم اور بردبار ہیں، چنانچہ حضرت عمیر انھیں واپس لیکر مکہ آئے، جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے تو صفوان نے کہا کہ اس شخص کا خیال

(۱) دلائل النبوۃ للبیہقی ۳/ ۱۴۷-۱۴۹، سیرت ابن ہشام ۱/ ۶۶۱

www.abulhasanalinadwi.org

ہے کہ آپ نے مجھے امان دی ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خبر کی تصدیق کی، صفوان نے دو مہینے کی مہلت طلب کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں چار مہینے کی مہلت دی (۱)۔

اس وقت تمہیں کون بچا سکتا ہے؟

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ ذات الرقاع سے واپس ہوئے تو دوپہر کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی جگہ آرام فرمایا جہاں ببول کے بہت سے درخت تھے، اور لوگ ان درختوں کی طرف چلے گئے اور خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم ببول کے ایک پیڑ کے نیچے آرام فرمانے لگے اور اپنی تلوار اسی درخت پر لٹکا دی۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اسی درمیان میں ہماری آنکھ لگ گئی اور ہم تھوڑا سوئے تھے کہ محسوس ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں آواز دے رہے ہیں، ہم نے دیکھا کہ ایک اعرابی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا ہوا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں سو رہا تھا کہ اس نے میری تلوار اٹھائی، میری آنکھ کھلی تو یہ تلوار میرے سر پر کھینچے ہوئے تھا، اس نے مجھ سے کہا کہ اس وقت تمہیں کون بچا سکتا ہے؟ میں نے کہا: اللہ! لو یہ بیٹھا ہوا ہے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کوئی سزا نہیں دی۔ (۲)

---

(۱) زاد المعاد ۳/۴۱۳، محمد صلی اللہ علیہ وسلم الانسان الکامل از محمد علوی مالکی حسینی ص/۱۵۹

(۲) صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب غزوۃ ذات الرقاع

www.abulhasanalinadwi.org

رحمۃ للعالمینی

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں محبت اور سب کے ساتھ ہمدردی کا جذبہ غیر معمولی سطح کا تھا اور اس جذبہ کا اثر مسلمانوں پر ہوا پڑا اور مسلمانوں کے ذہنوں کی جو تربیت ہوئی وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آنے والے مسلمانوں کی زندگیوں میں برابر محسوس کی جاتی رہی اور اس کا اثر یہ ظاہر ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مسلمانوں کی حکومت جہاں جہاں پھیلی اور جہاں جہاں مسلمان آباد ہوئے وہاں ان لوگوں کی رحمدلی اور رعایتیں دیکھ دیکھ کر علاقے کے علاقے خود سے اسلام میں داخل ہو گئے، ان پر کسی نے ایسا کرنے کے لئے کوئی جبر نہیں کیا، اس لیے کہ اسلامی تعلیمات میں اپنا مذہب بدل کر اسلام لانے کے لئے کسی پر جبر کرنے کی ممانعت ہے اور یہ یہاں تک ہے کہ مسلمانوں کے اقتدار میں جو غیر مسلم آباد ہوں ان پر وہ ذمہ داریاں بھی نہیں ڈالی جائیں جو مسلمانوں پر ڈالی جاتی ہیں اور ان کو اپنے اپنے مذہب پر اپنی مذہبی تعلیمات کے مطابق عمل کرنے کی اجازت ان معاملات میں دی جاتی رہی ہے کہ جن کی ممانعت مسلمانوں کے لیے ہوتی ہے، اسی کا اثر تھا کہ اسلام کی یہ خوبیاں جن جن غیر مسلموں کو دیکھنے کا موقع ملا، انھوں نے اسلام کو قبول کیا۔

www.abulhasanalinadwi.org

اسلام کو قبول کرنے کا مطلب یہ تھا کہ اللہ کو اپنا ربّ واحد اور مالک مانا جائے اور اس کے حکموں پر جو نبی کے ذریعہ ملے ہیں ان پر عمل کرے اور اسلام سے پہلے کی زندگی میں جو ظلم اور اخلاقی اور جنسی بے راہ روی تھی وہ ختم ہو، چنانچہ اسی پر عمل ہوتا رہا اور انسانی معاشرہ میں بہت درستگی پیدا ہوئی اور بہت ایسی خوبیاں آگئیں جن میں اعلیٰ انسانی صفات و کردار نمایاں طریقہ سے ظاہر ہوا، اس کا اندازہ اسلام سے پہلے کی سوسائٹی میں جو طبقاتی ظلم اور صاحبِ اقتدار کی طرف سے جو کشت وخون ہوتا تھا اور جس کو تاریخ کے صفحات میں دیکھ کر آدمی کانپ جاتا ہے، اسلام کے تحت بننے والی حکومتوں میں لڑائی اور ٹکراؤ ہونے کی صورت میں بھی اس کا ایک فیصد بھی پیش نہیں آیا، بیت المقدس پر جب رومیوں نے لڑ کر قبضہ کیا تو اس کے مسلمان حکمرانوں کو اور ان کے ہم قوم لوگوں مسلمانوں کو قتل کرنے میں اتنا خون بہایا کہ گھوڑوں کے گھٹنوں تک خون پہنچا، لیکن مسلمانوں نے جب اسے بعد میں واپس لیا تو مسلمانوں نے اس پر قابض عیسائی حاکموں کو معاف کر دیا جس کا اعتراف خود انگریز مؤرخ سٹینلے لین پول نے کیا ہے(۱)۔

اسلام سے پہلے کی ہر سوسائٹی میں خواہ رومی مملکت کی سوسائٹی ہو، یا ایرانی مملکت کی سوسائٹی ہو، یا ہندوستانی برصغیر یا آس پاس کی سوسائٹی ہو، عورتوں کے ساتھ ایسا ظالمانہ سلوک کیا جاتا تھا کہ جو جانوروں کے ساتھ کیا جاتا ہے، ان کو نہ وراثت میں حق ملتا تھا، نہ وہ بھائیوں کی طرح حقوق حاصل کر سکتی

---

(۱) انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا ۶/ ۶۲۷، مضمون Crusades، صلاح الدین ایوبی از محمد فرید ابو حدید بحوالہ تاریخ دعوت وعزیمت حصہ اول از حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ

www.abulhasanalinadwi.org

تھیں اوران کی عفت وعصمت کا بھی کوئی تحفظ نہ تھا اوران سے خدمت خود اس کے گھر میں نوکروں اور غلاموں کی طرح لی جاتی تھی اور بیوہ ہونے پر تو انھیں منحوس سمجھا جاتا تھا اوران کی پیدائش پر گھر والے غمزدہ ہوجاتے تھے اور بہت سے لوگ ان کو بڑی ہونے سے پہلے ہی ختم کردیا کرتے تھے اور جن کو ختم نہیں کیا جاتا تھا ان کے ساتھ مذکورہ بالا سلوک کیا جاتا تھا۔

اسلام نے آنے کے بعد عورت کو عزت کا مستحق قرار دیا، وراثت میں اس کو حصہ دار بنایا کہ اپنے باپ ماں کے انتقال پر وہ بھی وراثت کے مال میں حصہ دار ہوں، عورت کے ساتھ عورت ہونے کی وجہ سے بدسلوکی کو حرام قرار دیا، جاہلیت میں جب عورت کو حیض آتا تو سوسائٹی میں اس کو اچھوت بنادیا جاتا، اس کے کوئی قریب نہیں آتا، کوئی قریب بیٹھتا نہیں، اسلام نے اس بات کو بھی ختم کیا اوراس سے صحبت کا عمل کرنے کے علاوہ قربت کی دیگر باتوں کی اجازت دی، اسلام سے پہلے عورت کو شوپیس بنا کر رکھا جاتا تھا کہ وہ اپنے جسم اور لباس کے ذریعہ دوسروں کو لبھائے اور اپنی زیب وزینت سے لوگوں کی نظروں کے لئے لطف کا ذریعہ بنے اور مردوں کی محفلوں میں مردوں کے لیے تفریح کا سامان بنے، اسلام نے آکر اس بات کو سختی سے منع کیا اور حکم دیا کہ عورت کو غیر مردوں کے درمیان آنے کی ضرورت پڑے تو وہ اپنے جسم کو ڈھیلے ڈھالے لباس میں رکھے تاکہ اس پر للچائی نظریں نہ پڑیں۔

اسی طرح مختلف معاملات میں اور عبادات کے موقعوں کے لئے جو احکام دیے گئے ان میں مردوں کے ساتھ عورتوں کا بھی تذکرہ کیا گیا اور موقع

www.abulhasanalinadwi.org

دیا گیا، البتہ دونوں کے درمیان جو جسمانی اور قدرتی فرق ہے اس کے لحاظ سے جتنا فرق ضروری تھا وہ فرق رکھا گیا، قرآن مجید میں فرمایا گیا:

﴿وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيمُونَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكٰوةَ وَيُطِيعُونَ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ أُولٰئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ إِنَّ اللّٰهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ﴾ (۱)

(اور مومن مرد اور مومن عورتیں ایک دوسرے کے تعلق والے ہیں، اچھے کام کرنے کو کہتے اور بری باتوں سے منع کرتے اور نماز پڑھتے اور زکوۃ دیتے اور اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرتے ہیں، یہی لوگ ہیں جن پر خدا رحم کرے گا، بیشک خدا غالب حکمت والا)

اور فرمایا:

﴿مَنْ عَمِلَ صَالِحاً مِّنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهُ حَيٰوةً طَيِّبَةً وَّلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَجْرَهُمْ بِأَحْسَنِ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾ (۲)

(جو شخص نیک کام کرے گا مرد ہو یا عورت اور وہ مؤمن بھی ہوگا تو ہم اس کو (دنیا میں) پاک اور (آرام کی) زندگی سے زندہ رکھیں

---

(۱) سورۂ توبہ/۷۱

(۲) سورۂ نحل/۹۷

www.abulhasanalinadwi.org

گے اور (آخرت میں) ان کے اعمال کا نہایت اچھا صلہ دیں گے)

اور فرمایا:

﴿أَنِّي لَآ أُضِيعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنكُم مِّن ذَكَرٍ أَوْ أُنثَىٰ بَعْضُكُم مِّن بَعْضٍ﴾ (۱)

(میں کسی عمل کرنے والے کے عمل کو مرد ہو یا عورت ضائع نہیں کرتا تم ایک دوسرے کی جنس ہو)

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا:

"استوصوا بالنساء خيراً فإنكم أخذتموهن بأمان الله و استحللتم فروجهن بكلمة الله. الخ"

(عورتوں کے معاملہ میں اچھا رویہ اختیار کرو، تم نے ان کو اپنے تعلق میں اللہ کی امان کے ساتھ لیا ہے اور ان سے صحبت کرنے کا حق اللہ کے حکم کے ذریعہ حاصل کیا ہے)

اس طرح عورت کی خلقت میں مردوں کے مقابلہ میں تھوڑا فرق ہے جو مرد کے مقابلہ میں کمزوری کا باعث ہے اس کا لحاظ کرتے ہوئے مرد کا اس سے غلط فائدہ اٹھانے سے بچانے کے لیے کچھ طریقے بھی مقرر فرمائے گئے، مثلاً وہ تنہا سفر نہ کرے، اس کے ساتھ اس کا شوہر یا اور کوئی سگا عزیز بھی رہے، اس کو بیوی بنا کر اس پر اپنا اختیار حاصل کرنے کے عوض میں اس کو مہر کا ہدیہ بصورت رقم یا مال دیا جانا ضروری قرار پایا اور اس کی ملکیت میں جو مال و سامان

---

(۱) سورۂ آل عمران/۱۹۵

www.abulhasanalinadwi.org

ہو اس میں تصرف کرنے کی اجازت نہیں دی، اس مال پر حق صرف اسی کو دیا، شوہر کو نہیں دیا، زوجیت سے قبل اس کے اخراجات کی ذمہ داری اس کے والدین پر، وہ نہ ہوں تو قریب ترین عزیزوں پر تھی اور عقد زوجیت کے بعد یہ ذمہ داری اس کے شوہر کے ذمہ کی گئی، اسی طرح بیوی اپنے خرچ کی خود ذمہ دار نہیں رکھی گئی، البتہ وہ اس کے مقابلہ میں گھر کی مالکہ اور اپنے شوہر کی معاون ہوگی، گھر کے معاملات اور بچوں کے دیکھ بھال کی ذمہ دار ہوگی، فرمایا گیا: "المرأة راعية في بيت زوجها" عورت اپنے شوہر کے گھر کی دیکھ بھال کی ذمہ دار ہے، اور شوہر سے بصورت طلاق جدا ہونے پر وہ پھر اپنے والدین کی کفالت اور ذمہ داری میں واپس ہو جاتی ہے۔

اسلام نے رحم دلی، ہمدردی اور انسانیت نوازی کی جو قدریں لازم کیں اور پھیلائیں ان کا یہ اثر پڑا کہ جہاں جہاں مسلمان ان قدروں کے ساتھ گئے وہاں کی دنیا بالکل بدل گئی اور وہ ظلم و زیادتی جو آپس میں طبقاتی فرق کی وجہ سے یا عورت و مرد کے فرق کے لحاظ سے یا حاکم و رعایا کے فرق کے لحاظ سے یا آپس میں جنگی ٹکراؤ کے موقع پر یا محض لطف و عیش پسندی کے مقصد سے جو ظلم کیا جاتا تھا، وہ موقوف ہو گیا اور اسلام کو قبول نہ کرنے والوں پر بھی ان باتوں کو دیکھ کر کچھ نہ کچھ اثر پڑا اور ان کی باتوں کی نقل کسی حد تک غیر مسلم معاشروں میں بھی کی جانے لگی اور انسان کے علاوہ دوسری مخلوقات کے ساتھ ظلم کے جو طریقے اختیار کئے جاتے تھے محض تفریح طبع اور کھیل کے طور پر، انسان اور جانور کو کنویں جیسی جگہ پر بند کر کے لڑایا جاتا تھا اور اس سے تماشہ بیں لطف لیتے تھے،

www.abulhasanalinadwi.org

جانوروں کے ساتھ کسی بھی طرح کی رحم دلی کی ضرورت نہیں سمجھی جاتی تھی، ان سب میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد اور آپ کی تعلیمات واخلاق سے غیر معمولی تبدیلی آگئی، اس طرح آپ کی آمد، صرف مسلمانوں کے لیے ہی رحمت نہیں بنی بلکہ انسانوں کے ساتھ ساتھ ساری مخلوقات کے لیے رحمت بنی، اور اسی کی طرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے قرآن مجید میں اظہار بھی کیا گیا کہ: ﴿وما أرسلناك إلا رحمة للعالمين﴾ کہ ہم نے آپ کو سارے عالموں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

☆☆☆☆☆

www.abulhasanalinadwi.org